

بیادگار انجمن ترویج الشریعت و الطریقت زبدۃ العارفین شیخ الشیخ مولانا

مولوی محمد ذاکر صاحب بکری مرقہ جاری کیا



بسرپرستی و نگرانی حضرت زبدۃ العارفین اہل السالکین محمد دوم العالم مولانا
الحاج الحافظ ضیاء الملتہ والدین خواجہ محمد ضیاء الدین ادا مظلوم
زیب آرائی سند سیال شریف

علمی و اخلاقی و صوفیانہ مضامین کا

ماہوار رسالہ

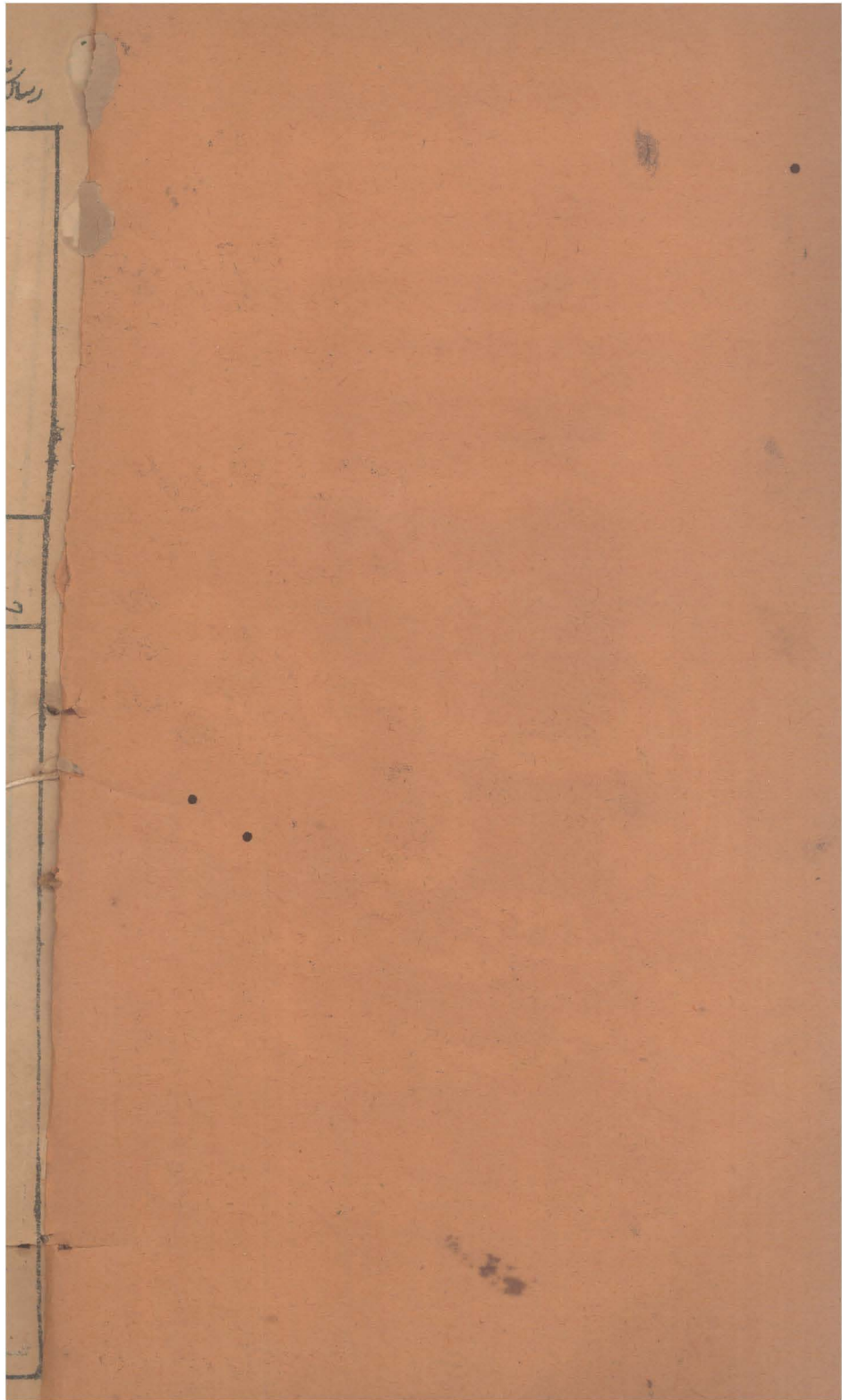
شمس الاسلام
جلد ۲
نمبر ۲

ماہ اگست ۱۹۲۵ء

ایڈیٹر شیخ عبد المعز واحدی

مقام اشاعت سرگودھا پنجاب

پندرہ سالانہ معاونین و رؤسای پانچ روپیہ عوام الناس سے
طلباء مدارس سکھانے والے غیر سے لاکھ پندرہ روپیہ تم زیادہ ہوگی



نحمدہ و نصلی علی سیدنا محمد و آلیہ السلام
بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ مسیح الاسلام

باب محرم ۱۳۴۲ھ بمطابق ۱۹۳۵ء

حمل

ترا نام ستا بہوں کو بہ کو	شرعی شان جل جلالہ
شاہ مسیح اسلام ہے چار سو	شرعی شان جل جلالہ
کہیں غنچہ بنے چٹک گیا	سچیں پھول بن کے مہک گیا
ہر ایک میں تو ہی سو	شرعی شان جل جلالہ
ہے چین میں لگ ترا عیاں	ترا نور عینوں میں ہے نہاں
تو سہا ہے پھولوں میں بنے بو	شرعی شان جل جلالہ
تو جلیل ہے تو کبیر ہے	ترا کون مثل و نظیر ہے
کہ نظیر اپنا ہے آپ کو	شرعی شان جل جلالہ
مذہب حق نہ تھا آسمان	کے گن کے کہتے ہی دو جہاں
ترا غلغلہ ہے چار سو	شرعی شان جل جلالہ
نہیں کوئی تیرا شریک ہے	تو ہے لاشریک یہ ٹھیک ہے
نہیں فرق اس میں ہے کوئی	شرعی شان جل جلالہ

ایکدا وہ دن بھی قریب کر مجھے دید اپنی نصیب کر
 ہے یہ دل میں ہادی کے آند تری شان جل جلالہ
 ————— ہادی قمر شیں۔

سید الشہید الامام حسین علیہ السلام

شاہ امت حسین پادشاہ امت حسین
 دین امت حسین دین پناہ امت حسین
 سردا دنداومت دروست یزید
 حقا کہ بنائے لالہ امت حسین

عقل و عشق میں آغاز کا رہی سے تناقض و تباہی رہا ہے۔ جو امور عقل کے
 نزدیک ناگزیر اور لا بدی ہیں۔ ان کو عشق نے ہمیشہ سر پائے استحقار سے ٹھکرایا
 ہے۔ اور جو فداکاریاں عشق نے اپنے مقاصد عالیہ کے راہ میں کی ہے۔ ان
 کو عقل نے ہمیشہ فلسفیانہ تعیش کے ساتھ ناپسند کیا ہے۔ لیکن تاریخ عالم
 و اوراق اس حقیقت عظمیٰ کی تائید کے سرمایہ دار ہیں۔ کہ امور مجہد میں عقل
 ہمیشہ اپنی مصلحت اندیشی نہ کمزوری سے ناکام رہی ہے۔ اور عشق نے
 خطرات و حوادث میں پھر کر ہمیشہ فتح پائی ہے۔

بے خبر کو دہڑا آتش نمرود میں عشق
 عقل ہے محو تماشا لے لب بام لہمی

آج سے سوا ہزار برس بدستہ دریاے فرات کے کنارے کی ریگستانی
 زمین پر اسلام کے ایک اللہ اعظم فرزند نے نشہ عشق میں سرشار ہو کر...
 جس علیہ المثال قربانی اور حیرت انگیز الواعزی کا نقش صفحات تاریخ پر ثبت

کر دیا۔ اس کو دنیا آج تک عزت و احترام کی نظروں سے دیکھتی ہے۔ اور قیامت
 تک جب وہ تباہی میں بے قرار دل اور خونخوار آشائیں آنکھیں موجود رہیں۔ اس
 شہید اعظم کی یاد عشق والوں کے دلوں سے محو نہیں ہو سکتی۔
 شوکت شام و فریقہ اور رفت مسطوتہ غرناطہ ہم از یاد رفت
 تار از زخمہ اش لہ زای بہروز تازہ زخمگیر او ایمان بہروز
 آؤ! اس جلیل القدر شہید کی روح شہادت معلوم کریں اور دیکھیں
 کہ اس مقدس رستی نے جس کو خیر یار دد عالم سرور کا ثبات صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نواسا ہونے کا فخر حاصل تھا کیوں صرف بہتر انسانوں کی جمعیت
 سے جن میں بچے بھی تھے اور بڑے بھی۔ ایک لشکر جبار سے مقابلہ کی ٹھانی
 گویا عزم کر لیا۔ کسرب و ہلاکی سرزمین پر اپنی ساری دنیاوی پونجی اپنے
 اعلا۔ اپنے احباب اپنے جگر کے ٹکڑوں اور خود اپنی عظیم القدر جان و مقہور
 کے راتے میں فنا کر دیگا۔ وہ کونسی شے تھی جس نے حضرت خاں صر آل عبا
 نظام حسین علیہ السلام کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ اس قسم کا بغیر دشمنانہ
 طرز عمل اختیار کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں
 اپنے فاسق و فاجر بیٹے کو خلافت مقدسہ اسلامیہ کے منصب جلیل تکلیف
 نامزد کر دیا تھا۔ اور اس طرح اسلام کے نظام خلافت کو قیصر و کسریٰ
 کی سفت پر جلانا چاہا تھا۔ اول تو یہ نامزدگی قطعاً اصول اسلامی کے خلاف تھی
 پھر نیز یہ کے عقائد میں کفر و الحاد اور اعمال میں فسق و فجور نے اس قدر ترقی
 کی تھی کہ وہ مسلمانوں کا امیر ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ بنو امیہ اور بنو
 کے باہمی مناقشات امیر معاویہ اور حضرت علی علیہ السلام کی لڑائیوں اور وہ
 پہچت امر کی جب جاہ نے عالم اسلام کو تانہ یک کر رکھا تھا۔ دلوں پر غی
 بزدلی چھا رہی تھی نیز یہ کے متعلق اسکا حکومت خوف کی دھماکے سے

تسلیم خم کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں ضروری تھا۔ کہ کوئی اوالاعزم انسان
اٹھے۔ اور قیامت تک کے لئے اس فسق و فجور اور ظلم و استبداد کی جرأت کاٹ
جلے۔ خدا کے مقدس نبی کے وصال پر ابھی پچاس برس کی ملت بھی گزرنے
نہ پائی تھی۔ کہ اسلام پر دنیا داری اور جب جہاد و منصب کی وجہ سے یہ مصیبت
عظمیٰ ٹوٹ پڑی۔ آخر نبی کے نواسے کو خیال آیا کہ یہ موقع اعلان و اظہار
غریمت کا ہے۔ چنانچہ امام علی مقام سے خلافت یزید کے خلاف اولز
احتجاج بلندی۔ اور عراق کے وشت بے آب و گیاہ میں غریمت و ایثار
کا وہ بے نظیر و عظیم المثل منظر پیش کر دیا۔ جس کی نظیر پیدا کرنے سے
تاریخ عاجز ہے۔ علامہ اقبالؒ رموز بخودی میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

چوں خلافت شہناز قرآن سمیخت
حسرت راز بہر مند کام ریخت
حاکمات سلجوقہ خیر الامم
چوں محاب قبلہ بادل در قدم
برزین کر بلا بارید و رفت
کلاہ دود سیلانہ پاکلید و رفت
تاقیامت قطع استبداد کرد
شوح خون او چمن یا کجاو کرد
بہر حق در خاک خون غلطیادت
پس نیلے لاله گردیدہ صہت

جو درس ایثار و قربانی حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا کی سرزمین
پر خاک و خون میں تڑپ کر امت مرحومہ کو سکھایا۔ آؤ کہ آج ملت اسلامیہ
اس سے یکسر غافل و بے پروا ہے۔ غیرت اسلامی۔ صبر و رضا۔ ایثار و
قربانی۔ ثبات و استقلال کی جو مثال اپنے بچوں اور بھائیوں کے پیارے
گلے کو اکرام حسین علیہ السلام نے پیش کی۔ آہ مصلحت پر آہ کما آج
مسلمان اس سے قطعاً بیگانہ ہو رہے ہیں۔ کفر کی طرح یاد گاریں مٹانے
وہ دور توں کی طرح چھینے جلانے میں تو مصروف ہو جاتے ہیں۔ لیکن
بہر بھی استبداد کے مقابلے میں حریت۔ باطل کے سامنے حق اور ظلم

کے جواب میں قربانی کے اظہار کا موقع آتا ہے۔ تو اپنے "یزید پرست" ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ موٹے اور فرعون۔ یزید اور حسین کی مثالیں اس سطحِ ارضی پر ہر زمانے میں موجود رہتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو مونے کی عزت کرتے اور حسین کے نام پر شفیقتی کا دعوے رکھتے ہیں۔ اکثر فراموش دہراور یزید ان زمانہ کے قدسوں میں کتوں کی طرح لوٹے پھٹے نظر آتے ہیں۔

اس سے ہمارا یہ مطلب نہیں۔ کہ حسین مظلوم کی مصیبتوں پر اشکبندی بڑی بات ہے۔ نہیں۔ جس سے محبت ہوتی ہے۔ اس کے مصائب پر اشکبندی نہ فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔ اور انسان ہر چیز سے پہلے انسان ہے۔ لیکن جس طرح اتباع بغیر محبت یہودہ شے ہے۔ اسی طرح محبت بغیر اتباع ایک لغویت ہے۔ کوئی مسلمان مسلمان کہونے کا حقدار نہیں اور محب رسول ہونے کا دعوے نہیں کر سکتا تا وہ حقیقتاً وہ اسوۂ حسنہؐ سے کب فروغ نہیں کرتا۔ اور دنیا میں رہ کر خدا و رسول کے منشاکی تکمیل میں مصروف نہیں رہتا۔ اسی طرح کوئی عاشق عاشقِ انامِ حسین ہونے کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ اس عظیم انسان کے جلیل القدر کارنامے پر بصیرت کی نگاہیں ڈال کر اس روحِ عشق سے اپنے دل کو ملا لیں کرنے کی کوشش نہیں کرتا جس سے حضرت اہم عالی مقام کا قلب مبارک بریز و معمور تھا۔

امام علیؑ مقام نے دین میں کو بچانے فسق و فجور کی علانیہ گریہاں لڑی۔ کو روکنے کے لئے اپنی جان بچھ قربان کر دی۔ مگر کیا آج دنیا میں اس طرف سے کچھ ہو رہا ہے؟ دین کی بربادی کے لئے کئی توہین مصروف ہیں۔ نہیں بلکہ کیا آج ہندوستان میں شہی کے ذریعہ کھوں مسخوں کو

گمراہ نہیں کیا جا رہا۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ سنتے نہیں گولہ برسے
 ہیں۔ دیکھتے نہیں گویا اندھے ہیں۔ ٹس سے مس نہیں ہوتے
 احساس غیرت حمیت خودداری نام کو نہیں رہی۔ اعلاء کلمۃ الحق اور
 تبلیغ احکام سے غفلت و بے پرواہی کا نتیجہ دنیوی خسار و ذلت
 کی حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ ملک بھر میں جو جماعتیں یا حبیہ لوگ
 انسداد فتنہ ارتداد۔ اعانت یتلے مالک و غیرہ کے لئے کوشاں ہیں
 ان کے گلے چیخ چیخ کر بیٹھ گئے ہیں۔ لوگوں سے جان طلب نہیں کجاتی
 گلے کٹوانے اور دنگ فساد کے لئے نہیں کہا جاتا صرف مالی جہاد کی
 طرف جب بلایا جاتا ہے۔ تو مسلمان ہیں۔ کہ جواب تک دینا مناسب
 نہیں سمجھتے۔ آج امیر عبدالکریم خاڑی کے مٹھی بھر مجاہدین غرور و
 استبداد سے بھری ہوئی دنیا میں سب سے بڑی طاقت فرانس
 سے نہایت دلیری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ امریکہ و دیگر عیسائی
 طاقتیں علانیہ فرانس کی مدد ہیں۔ چار سال سے لڑائی جاری ہے۔
 لیکن امیر مدوح محض تباہی دینے والی مصروف جہاد ہیں۔ حکم
 مجالس عزائم و ماتم کے محشر ستار کے درمیان چیخ چیخ کر اور
 چلا چلا کر آواز بلند اپنی زبانوں سے یہ تو کہ اٹھتے ہو۔ کہ ٹیالینتی کنٹ
 معہم فائوسر فونز اعظیما، لیکن ہم تم کو یقین دلاتے ہیں۔ جو کچھ تمہاری
 بے حی بے حیائی اور دنیا پرستی کی حالت ہے۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہی
 ہے۔ کہ اگر تم مزید کے عہد میں ہوتے تو اہم عالمی مقام سے ساتھ
 شامل ہو نیکا تم کو کبھی خیال نہ آتا۔

جو لوگ آج حق کے راستے میں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ جو لوگ
 بظاہر کمزور ہیں۔ لیکن سچائی کی حمایت میں بڑی بڑی عظیم الشان

غیر الہی اور طاغوتی طاقتوں نے ٹکرا جاتے ہیں۔ ان کے متعلق تم کہتے ہو کہ وہ احمق ہیں۔ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ بڑی بڑی طاقتوں کے لر کر اپنے لئے ہلاکت کا گڑھا کھودتے ہیں۔ کیا تم جیسے لوگوں سے یہ بھید تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے متعلق بھی یہی کہہ سکتے کہ امام صاحب نادان ہیں اپنی اور اپنے اعزہ و احباب کی جانوں کو ہلاکت میں ڈال کر اپنی بربادی کا سامان پیدا کر رہے ہیں؟ تعوذ باللہ من شرور آفات اللسان!

اگر آج کوئی پاکیزہ نفس اور قدسی صفت انسان صرف بہتر آدمیوں کو ساتھ لیکر کسی بہت بڑی طاقت کے ساتھ جنگ و پیکار کی طرح ڈال دے۔ اور حق کے راستے کی طرف لوگوں کو بلائے تو ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ یہی لوگ جو امام حسین پر روتے اور پیٹتے اور آپ کی یاد گاہ میں مناتے ہیں۔ اس الواعزم انسان کو دیکھو کہ انھیں گئے۔!

اس لئے اے مسلمانو! باخدا را حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیروی میں سعی و جہد کرو۔ خدا کے راستے میں اپنے اموال کو قربان کرنا سیکھو۔ حق و صداقت کے لئے بیٹوں۔ بھائیوں اور دیگر اعزہ و احباب کی محبت کو چھوڑ دو۔ انہیں بھی سبیل اللہ میں سچائی کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دو۔ بھوک پیاس پر غالب ہو نا سیکھو۔ اسلام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے کے لئے تیار رہو۔ اور میدان تبلیغ کے شاہ سوار بنو۔ غیر مسلموں کو دعوت اسلام دو۔ گمراہ مسلمانوں کو راہ ہدایت سکھاؤ۔ علما کے ذریعہ اپنے دیہات وغیرہ میں مجالس و عظ.... منعقد کرنے کی کوشش کیا کرو۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں

میں سے چند گھنٹے خدمت اسلام کے لئے وقف کر دو۔ اپنی جان کو
خدا اور اس کی صداقتوں کے لئے قربان کر دینے پر عہدہ لگا دے رہو
اور اس کے بعد یہ دعوے کرو۔ کرم کو حسین سے محبت ہے۔ ورنہ
رونا پیٹنا اور چیخنا چلانا تو محبت تمام کامیاب نہیں۔

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ

اب تلک شلہ ہے جپر کوہ فادرین کاسکوت
لے تغافل شپہ تہبکو یلاد وہ سامان بھی ہے
قوی نلاں چند کلیوں پر قیامت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی دالنا بھی ہے

جس وقت سرور کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ خلعتِ اہشت سے زمین جھل میں سر فرما
فرمائے گئے۔ اور مرتبہ محبوبیت ان کو عطا ہوا۔ اس وقت تمام ظلم
میں ایک روحانی و اخلاقی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تمدن و معاشرت
کے لئے کوئی ضابطہ اور کوئی قانون نہ تھا صرف حیرت انگیز استبداد کی حکومت
تھی۔ بے حیائی و بے غیرتی کی انتہا نہ تھی۔ اخوت و مساوات کا نام نہ
نشان نہ تھا۔ قوی و طاقتور افراد۔ قبائل یا جماعتیں جبراً جابھیں کرتے
اور کسی کی مجال نہ تھی کہ ان سے باز پرس کر سکے۔ تقلید باطلہ حیلہ سے
آنکھوں سے بصارت کانوں سے سماعت اور دلوں سے نور بصیرت
بالکل ہی سلب کر لیا تھا۔ ایک خدا کے واحد کے بچنے کے لئے

خداؤں اور معبودانِ باطل کی پرستش ہوتی تھی انسان کے لئے کوئی مرکز نہ تھا۔ جس کی جانب اس کے اعمال و افعال رجوع و گردش کرتے ...
 فحش و بدکاری - سرحد و غارتگری - غضب حقوق اور ظلم و ستم
 کا بازار گرم تھا - الغرض تمدن و معاشرت کی تمام بدشیں و اذیتیں
 ہو گئی تھیں ایسے وقت میں فلاں کی جو ٹیوں سے وہ کتاب
 عالمناہ طبع ہو جا جس نے اپنی دنیا گسٹری سے عالم کو منور کر دیا
 اخلاق و روحانیت کا سبق دنیا کو از سر نو یاد کرایا۔ حق و صداقت
 کا اعلان کیا - اور تمام عالم کی گردنیں ذات واحد کے آستانہ ...
 جلال و عظمت پر جمکا دیں - عدل و انصاف - اخوت و مسلمات
 پر وہ احسان کی تبلیغ کی اور بتایا کہ انسان کی حیات دنیاوی چند
 روزہ ہے - جس کو قیام و بقا نہیں -

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَ
 تَمَامِ موجودات فنا ہو فیصلی ہیں
 يَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذَا الْجَلَالِ
 صرف خدا کے ذوالجلال و الاکرام
 وَالْاِکْرَامِ
 کی ذات کو بقا ہے

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ
 دنیا کی زندگی محض چند روزہ ہے
 مِنْ قَوْمٍ كَا مَطْعَمٍ نَّظَرَ حَيَاتٍ دُنْيَايَ - وہ سخت

خسراں و نقصان میں ہیں -

مَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِينَ
 کن لوگوں کے عمل سے غلہ میں
 الْفٰرَاقِ الَّذِيْنَ ضَلُّوْا
 ہیں ان لوگوں کے عمل سے گمراہی
 سَعٰیهِمْ فِي الْخٰیٰوَةِ
 فتنوں و دنیاوی تک ہے سورہ
 الَّذِيْنَ اَوْهَمُوْهُمْ يَخْسَرُوْنَ
 سمجھتے ہیں کہ ہمارے

اَنْهُمْ يُحْسِنُونَ حُضْعًا افضل اچھے ہیں :

اسلام نے انہیں مقاصد عظیمہ کی تلقین و اشاعت کو اپنا اور اپنے
متبعین کا نصب العین قرار دیا۔ اہد بتلہ یا کہ مسلم و مؤمن کی فضیلت
نام انسانوں پر اس لئے ہے کہ وہ امانت الہی کا امین، ضرب اللہ
کا علم بردار۔ رسول اللہ کی اطاعت کا پیکر مجسم اور اعلیٰ کلمۃ اللہ
کا وسیلہ ہے۔

كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً
وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شٰهَدًا
عَلٰى النَّاسِ وَیَكُوْنُ
الْقَبُوْلُ عَلَیْكُمْ شٰهِدًا
اور یہی طرح ہم نے تم کو امت
معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر
گواہ (نمود و نگریں) ہو اور پیغمبر
آخر الزمان تم پر گواہ (نمود) بنیں۔

امت محمدیہ علیٰ اصحابہ صلوة والسلام تمام عالم کی اُمتوں اور قوموں
میں امت معتدل و خیر الامم کھلے س لئے قرار پائی کہ اعلیٰ کلمۃ اللہ
اس کا شعار ہے اور اس عمل میں لایخافون کو ممانہ لایم رکسی
علامت کرنے والے سے نہیں ڈرتے، اس کا دستور العمل ہے۔

كَذٰلِكَ خَرَجْنَاكُمْ خُرُوجًا
لِلنَّاسِ تَكُوْنُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَقُوْنُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
تم سب بہتر امت ہو جو انسانوں
کیلئے المعروف کیلئے ہو تم نیک کام کا حکم
کرتے ہو اور برائی باتوں سے منع کرتے ہو

تاریخ عالم کے صفحات اس پر شاید عداوی ہیں۔ کہ قرونِ اولیٰ
کے مسلمانوں نے اس امتیازی دستاویز کی شرائط کو کس طرح
نہا اور کس استقامت و استقلال کیساتھ اسکی تعمیل کی تیروں
کی ہم چھل اور تجلیوں کی آتش افشانی میں وہ اپنے اس فرض کو
اس نجات سے ادا کرتے ہوئے چھ آپ اپنی نظیر ہے اور جس کی

مثال کسی ملک اور کسی قوم کی تبلیغ تائبوز نہیں پیش کر سکی۔ سلاطین یا جبروت و اقدار کے پریشان و شوکت و دربار جہان پر چڑیاں پر برسین مار سکتی تھیں اور جہان کسی کو پلاسے نہ تھا ان کے صوائے حق و اعلان کے غیر مقدم کے لئے فرسش داہ و سرنگون ہو جاتے تھے۔ جے ہمارے دعویٰ کا ثبوت مطلوب ہو۔ وہ تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرے۔ اس کے ہر ہر صفحہ میں فرزند ان اسلام محض اعلامی کلمۃ اللہ و تبلیغ حق میں سر فروشی و جان نثاری کرتے نظر آئیں گے تا سیریح اسلام کے یہ وہ جو اہر گرا خنام ہیں۔ جن کی آب و تاب سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ اہل جن کے عکس تاباں سے ہم اب تک اپنے ضمیر کو روشن اور قلوب کو منور کرتے ہیں۔

وَحِی الْمَلٰئِیْمُ وَرَحْمٰوُاَعْنٰہَا

ہر حال احکام اسلام میں سے سب سے بڑا خریفہ امور بالمعروف و منکر عن المنکر ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے محض ذہانی و عقایدی گفت و شنید کافی نہیں اس کے واسطے سامعین علی۔ راہ راہ تقویٰ۔ پائے صبر و استقامت اصل شد و قرآنی کے مستحکم فعلی کی ضرورت ہے تاکہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہیں۔ مقررہ حیات کی تکمیل کی جا سکے۔ جن اقوام نے محض ذہانی ہی کر دیں مگر علی کے اسلحہ سے محروم ہیں ان پر ذلت و سست خدائی ہو گئی اور وہ سباق بخضیب من اللہ لکے و حید میں آ گئیں۔ اھوس و اس زمانہ کے مسلمان بھی قرآن حکیم و ہر مان ستقیم و نہیات پر عمل نہیں ہیں اسلام

کا دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی نصب العین کو بالکل
و سرائے ظہورِ ہمدرد پس پختہ ڈالے ہوئے ہیں اور ہر افسوس
مال و جاہ، چند روزہ حیات دنیا کو اپنا معبود اور اپنا قبلہ آماں و غیبہ
مقصود بنارکھا ہے۔ جن باتوں کی نصیحت دوسروں کو کبھی کبھی ...
کرتے ہیں ان پر خود عمل نہیں کرتے اور یقولون مالا یعلمون
کے مصداق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تبلیغ و تلقین میں اثر نہیں
جمع و مبلغ کے لئے سب سے اقدم شرط یہ ہے کہ دوسروں کو
جس بات پر مجھے بانا چاہئے سب سے پہلے خود اس پر گامزن
ہوں اور جو کچھ ہے خود اس پر عامل ہو۔ جب تک وہ خود نمونہ
بہ مثال نیک نہ قائم کرے گا دوسروں سے پیروی و اتباع کی امید
خیال خام ہے۔

بغیر عمل کے تہذیب نفس و تزکیہ اخلاق ناممکن ہے۔ ارتقاء
ملت کی اساس و بنیاد مکارم اخلاق و اعمال صالحہ ہیں۔ اسلام
نے ہمیشہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کی شرط لگائی ہے۔ پس اگر
مسلمان اپنا مقصد حیات اور نصب العین دینی پیش نظر
رکھ کر اپنے اخلاق و عادات کو عمل صالح کے زیور سے آراستہ
کر لیں اور صبر و ایثار کو اپنا شعار قرار دیتے ہوئے ”امر بالمعروف
و نہی عن المنکر“ کا فرض انجام دیتے رہیں اور تبلیغ و تلقین سے کسی
وقت غافل نہ ہوں تو وہ وقت دور نہ ہو گا جب کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی
عظمت اور عظمت رفتہ عہد و حال کو بحاصل کر لیں گے۔ اور
تو اس نظام سے اس خاک کا وزرہ ذرہ مستفیض ہو گا۔

جائیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک
یعنی گل کی ہم نفس باد صبا نہ ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
چمن معمور ہو گا نفیٰ توحید سے

ارشاد ابراہیم گرامی

(از حضرت مولانا شیخ غلام قادر صاحب گرامی مدظلہ العالی)

رباعی

مارا از ناگر نذا و ند براست
فریاد - افسوس - آہ جست پریات!
نگزاشت کہ کینفس بخود پردازیم
واجبگی کشاکش موت و حیات

رباعی

مایم کہ از بادہ صیرت مستیم
با حیرت یان لا و ہو پیوستیم
آں عہد کہ در آست بستیم شکست
الاعہدے کہ باشکستن بستیم

غزل

جاں ز زلف نیم تابش دست بردل ماند ماند
دل ز چشم نیم خوابش نیم بسمل ماند ماند!
خون بہائے بے زبانان را کہ میگیر و حساب
داغِ خون بردامن شمشیر قاتل ماند ماند
میر کہ از خود رفت سر بیرون از جیب یاد

ہر کہ در بند طراز نقش باطل ماند
 در محیط گریہ خوں حال مشرک انیم مپرس
 آب از سر زنگار با پائے در گل ماند ماند
 خواند بخا بود شوق بے ادب کارے نکرد
 بے نصیب از لذت آن جلوہ سائل ماند ماند
 ہر کرا حبیب نگاہ دل نشد چوں جاہ چاک
 پائے درد امان عزت ریحو منزل ماند ماند
 آرزو ہا خوں شد آتا ذوق وصل از دل نہ شد
 بجائے خون آرزو وورشیشہ دل ماند ماند
 جان و جانان خود کیے بودست جسم افتاد غیر
 در من و جانان من این پردہ حائل ماند ماند
 در دل و یا گرامی غوطہ زو از پاس دم
 خشک مغز انگشت ہر لب ریحو ساحل ماند ماند

سیاسیاتِ اسلامیہ

مقدمہ بازی

ان افرادِ اسلامیہ کے لئے جو اپنے کو مسلمان سمجھتے اور معاصی
 و کبائر سے بچنا چاہتے ہیں۔ لیکن جمہوری اور معنوی کے سبب سے
 خدمت میں ہرگز حصیان و طغیان میں پھسل جاتے ہیں۔ عرض کیا جاتا
 ہے کہ غیر مسلحوں کی عدالت کے دروازے کھٹکھٹانے اور من

کے پاس اپنے مقدمات لے جانے حرام اور فقہیں کما قال
 اللہ تعالیٰ - یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
 اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردہ الی اللہ و الرسول
 ان کنتم تومنون باللہ والیومہ الآخرہ ذلک خیر و احسن تاویلا
 (النساء) ایمان والو اللہ اور اس کے رسول اور امیر المؤمنین کی
 اطاعت کرو پھر اگر کسی امر میں تم نزاع کرو تو اللہ اور اس کے
 رسول کے (قوانین) کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم
 قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور بہتر ہیں۔ اور عن کا انجام
 خوشتر ہے۔

اسی آیت اور دوسری آیت و احکام پر نظر کرنے سے
 مسلمانوں کے عقائد میں لے جانے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے
 کیونکہ صیغہ امر سے خطاب کیا جاتا ہے

پس تم جس طرح نماز کے لئے اقام مقرر کرتے ہو اسی طرح
 مقدمات کے فیصلہ کے قاضی مقرر کر لو۔ جو قانون مذہب
 کے مطابق تمہارے مقدمات فیصلہ کرے۔ پھر تم ضرور اللہ
 ان متعدد گناہوں اور پریشانیوں سے مصون رہو گے۔

مقدمہ بازی کے تمام نقصانات و مضرات کا احصار و تحدید
 ایک سخت مشکل امر ہے۔ لیکن تتبع و تفحص کے میدان میں
 دوادہ شے کے بعد جو سخت نقصانات مجھے معلوم ہو سکے
 ہیں۔ ان کو تحریر کرتا ہوں یہ بھی قابل تحریر امر ہے کہ یوں تو ہر
 ایک حیثیت کے ارتکاب میں متعدد معاصی کا مرکب
 ہوتا ہے لیکن مقدمہ بازی ایک ایسا گناہ ہے جس کے

مرتکب کو تمام گناہوں سے زیادہ گناہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔

مقدمہ بازی کے معاصی و مصائب بیان کئے جاتے ہیں ان پر نظر بصیرت ڈال کر ان سے اجتناب کی کوشش کرو ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو اس سے اجتناب کی توفیق عطا فرما کر صراطِ مستقیم کی ہدایت کرے۔ آمین

جھوٹ

قال اللہ تعالیٰ اجتنبوا قول الزور

مقدمہ بازی میں سب سے زیادہ واسطہ جھوٹ سے ہوتا ہے۔ کتنا ہی سچے سے سچا مقدمہ ہو۔ لیکن بلا جھوٹ بولے ہوئے کام نہیں چل سکتا۔ اور جھوٹ کے گناہ کبیرہ ہونے سے ہر مسلمان واقفیت رکھتا ہے۔ آیت زیر عنوان اجتنبوا قول الزور (جھوٹ بولنے سے باز رہو) سے جھوٹ کی حوصلت معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سے اجتناب کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لعنت اللہ علی الکاذبین

جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ یعنی جھوٹ... بولنے والا درجہ لعنت میں شیطان کا شریک ہے۔ کیونکہ وہ بھی ملعون ہے۔ یا دوسرے حصوں میں یوں کہو۔ کہ مقدمہ بازی فعلی شیطان ہے۔

یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ مقدمہ بازوں کے سروں پر فقر و افلاس کا سایہ بھی ضرور رہتا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے

جیسا کہ کہا گیا ہے۔

الکذ مبیورث الفقر جھوٹ فخر پیدا کرتا ہے
 اور حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ کئی جھوٹے
 سبب سے انسان رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔
 قانون عقل سے بھی اگر جھوٹ کی باتوں کو دیکھا جائے
 تو اس میں نقصانات و محضرات کاغذ پر لکھ کر دکھائے
 جھوٹ بولنے والے کو عام لوگ دولت و فخرت کی بات
 دیکھتے ہیں۔ کوئی شخص اس کے قول و فعل پر اعتبار نہیں کرتا
 اس لئے اس کے تمدن و معاشرت پر برا اثر پڑتا ہے۔

جھوٹ کے سبب سے لوگوں پر کئی قسم کے نقصانات
 ہے۔ ان سے نا انصافی برتی جاتی ہے۔ ان میں دولت
 کیا جاتا ہے۔ اس لئے بھی بُرا ہے۔
 مشرکین عرب جن کے یہاں شراب خواری، قتل و غارت
 وغیرہ امور مجسمہ یا عت فخر و مہمات تھے ان کے نزدیک
 بھی جھوٹ ذلیل ترین فعل شمار ہوتا تھا۔ اس کے مرتکب
 کو سخت بے غیرت و بے حیا سمجھتے تھے اس کو دولت و ثروت
 کی نظروں سے دیکھتے تھے کیوں؟ صرف اس لئے کہ
 کلمہ بار اعتبار پر چلتا ہے۔ اور جھوٹ کا کوئی اعتبار نہیں
 کرتا۔

لیکن انوس اور حسرت کہ یہی کذب اب بعض نادانوں
 کا شیوہ ہے۔ اور اس سے ان کو فخر بھی پیدا ہے جیسا کہ

کی انتہا ہے۔ خدا اس سے محفوظ رکھے۔

رشوت

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرشی والمرشی
رشوت کی برائیاں اور نقصانات اظہر من الشمس ہیں۔ ہر
صاحب عقل اس کو تسلیم کریگا۔ کہ اس کا ارتکاب عدل و انصاف
کی راہ کو خار دار بنا دیتا ہے۔ حکومت کو ذلیل و رسوا کر کے
اس کے نام پر بدنامی کا داغ سیاہ اور مظلوموں کو تباہ و برباد کر
دیتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے بھی اس کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ اور اس
کے مرتکب کو ملعون و مردود کہا ہے۔ ابو داؤد میں حضرت عبداللہ
بن عمر سے روایت ہے۔

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرشی والمرشی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے و مانگنے اور
رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے
رشوت دینے والا اس لئے لعنت کا مستحق ہے کہ اس نے
عدل و انصاف سے روکا۔ اور ظلم و جور کا سبب بنا اور رشوت لینے
والے کو اس لئے ملعون کہا گیا۔ کہ اس کو یہ مرتبہ عدل و انصاف
کی بجائے آدری کے لئے دیا گیا تھا۔ لیکن اس نے اس کی خلاف ورزی
کی اور ظلم و ستم کا مرتکب ہوا۔

مقدمہ بازی میں رشوت دینا ضروری فعل اور واجب امر ہے۔
اگر تمہیں یقین حاصل کرنا ہو۔ تو کسی مقدمہ باز سے تحقیق کر لو۔ کچھری
کے احاطہ میں پہنچ کر کوئی عملہ تم سے بغض نہ کرے نقد لئے ہوئے بات کرنا

بھی پسند نہیں کرے گا۔ یہاں پر تم یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ سرکاری عہدوں کو بلا حکم گورنمنٹ جو کچھ دیتے ہو۔ خواہ اس کو نذرانہ کہو۔ خواہ بد یہ سے تعبیر کرو جو کچھ کہو سب رشوت ہے۔

اب اگر تم انت سے بچنا چاہتے ہو۔ تو مقدمہ بازی جو اس کا سبب ہے۔ اس سے احتراز و اجتناب کی کوشش کرو۔ اور انھیں انسان الاما سچی پر نظر کرو۔ جب اس سے بچنے کی کوشش کرو گے تو خدا تمہیں ضرور اس سے مصئون رکھے گا۔

سود

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تأكلوا الربوا
سود سخت ناپاک چیز ہے۔ اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سب سے زیادہ باعث یہی ہے۔ یہ وہ غارت گری ہے۔ جس سے مسلمانوں کے مال و دولت ہی کو نہیں بلکہ دین و ایمان تک کو لوٹ لیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر اس کے نخوت کی مہر اس طرح کر دی گئی ہے کہ ان کو حکم خداوندی۔

يا ايها الذين امنوا لا
اے مسلمانوں سود نہ
تأكلوا الربوا
کھاؤ

سو جہانی نہیں دیتا۔ وہ غضب رسالت پناہی سے بے پرواہ و بے فکر ہو گئے۔ نعوذ بالله من ذالك صحیح مسلم میں حضرت عابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربوا وصوكله
حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے اور سود
وکاتبه و شاهده و
کھانیوالے اور اس کے اور

وقد اجمع سواہ اور گواہ سب پر لغت فرمائی ہے

فرمایا ہے۔ وہ سب لغت میں برابر ہیں۔

کمالے اور کدے والے سے مراد لینے والے اور دینے والے
میں اور انکی حدیث سے تمسک کی حرمت بھی معلوم ہو گئی۔ چونکہ کاتب
اور گواہ دونوں ضرام پر اعانت کرتے ہیں۔ اور اعانت علی الحرام
مکرم ہے۔ لہذا وہ سب بھی ملعون کہئے گئے۔

اس کے ماسوا حدیثوں سے اور بھی نہایت سخت وعیدیں سود
کی معلوم ہوتی ہیں خدا محفوظ رکھے۔

مجھے اپنے اخوان ملت کے فہم و فراست اور عقل و دانش پر حفت
حیرت ہوتی ہے۔ جب دیکھتا ہوں کہ وہ سود دینے والے مسلمان
کچھ نہیں کہتے۔

ترغیب تجارت

(انجنیل منار الملک صاحب پراحد خط جمیری)

سلسلہ دل میں یہ پیدا کریں الفت تجارت کی
اسی میں روز نصرت ہے یہی کنجی ہے دولت کی
اسی نے ہم جگایا جن میں اہل یورپ کا
یہی بلار منفی ہے یہی جڑ ہے حکومت کی
کجارت یہی خنودہ کر دیا ہے اور قوموں کو
کجارت یہی جو اسے آج کل فاس و کھبت کی

مسلمان جا بجا اب مدرسے کھولیں تجارت کے
 مسلمان جا بجا تعلیم پھیلائیں تجارت کی
 جہاں تک ہو سکے حاصل کریں اعزاز و محرومی
 بہت دن ہم رہے خادم بہت دن کم خدمت کی!
 ہمیشہ دیکھتے ہی کہتے ہیں اوروں کی صورت کو
 گلاب تک نہ اپنی بہتری کی کوئی صورت کی
 ہمیں بدست و پا کو دینگی اک دن دوسری قومیں
 اگر ہم نے تجارت کی طرف سے اور غفلت کی
 بہت خطرہ میں پڑ جائیں گی آسائشیں اپنی!
 بڑی مشکل سے ہاتھ آئیگی پھر چیزیں ضرورت کی
 مسلمان کو مسلمان شوق دلوائے تجارت کا
 مسلمان کو مسلمان راہ بتلائے تجارت کی!
 ہر ایک شے کی دوکانیں کھولیں بازار کو چھریں
 اسی میں ہوشمندی ہے یہی ہے بات حکمت کی
 یقین ہے سب دلدردور جائیں گے میرے اپنے
 اگر کچھ ہم نے اشیائے وطن کی قلعہ قیمت کی

اسلامی تمدن کا شاندار نظارہ

غریبوں کی شوکت کے مناظر رفتہ

ایک فاضل و پرہیزگار مسلمان کے گراں قدر خیالات

ڈاکٹر محمد سوہت جوڈنمارک کے رہنے والے ہیں۔ اور جنہوں نے۔۔

حصولِ علم کے لئے ساری دنیا کا سفر کیا ہے۔ پچھلے سال حلقہ گورنمنٹ اسلام ہوئے۔ آپ کو حمید میلاد النبی کی تقریب پر مسلمان میسور نے شرکتِ محفل کی دعوت دی۔ اس موقع پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسلام کی تہذیب کے اس رخ پر جو غرناطہ (سپین) میں بے نقاب ہوا۔ ایک نہایت دلچسپ لیکچر دیا۔ جس کے دوران میں آپ نے غرناطہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس کے زوال کے ایام کے قریب غرناطہ کی دیوہوؤں کی حدود میں دس لاکھ باشندے آباد تھے۔ اور اسکی تمام سطح مرتفع رشک فردوس بن رہی تھی۔ اب اس سارے صوبہ کی آبادی اڑھائی لاکھ سے کم ہے۔ اور ملک تباہی اور ویرانی کا ایک آدمس منظر ہے۔ اس زمانہ میں اکثریت کا مذہب اسلام تھا۔ لیکن دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ مکمل براداری برتی جاتی تھی ان سے صرف ایک ہوائے نام ٹیکس یا جاتا تھا۔ جو انہیں فوجی خدمت سے بھی مستثنیٰ کر دیتا تھا اس خوبصورت عربی تمدن کی وضاحت کرنے کے بعد جس نے غرناطہ کے فن تعمیر، مکاتب و مساجد اور کتب خانوں میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بد قسمتی سے عربی قبائل نے پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہ کیا۔ اور برادرانہ روح کی بجائے ان میں رقیبانہ روح سرایت کر گئی۔ اور یہ انکی تباہی اور انکے عظیم الشان تمدن کی بربادی کا باعث ہوئی۔ انہوں نے عیسائی طاقتوں کو مداخلت کی دعوت دیکر ایک سخت غلطی کا ارتکاب کیا یہ تو اسی موقع کی منتظر تھیں۔ چنانچہ اس سے انہوں نے بیدار بخ فائدہ اٹھایا۔ غرناطہ کی بادشاہت مغرب میں دوسو... پچاس برس تک رہی۔ اسلام اور اسلامی تمدن کی محافظ دیوار بن

کرم سپانی محمد بن علی کے خلاف معرکہ آرا رہی تھی۔ مذہبی مخالفت روز بروز بڑھتی گئی۔ تا آنکہ فریڈنڈ اور لڈلا کی شادی کے انجام بھی قریب آ گیا۔ اسکے بعد عیسائیوں کے مذہبی مظالم اور مسلمانوں کی جلا وطنی شروع ہوئی۔ اسلامی تہذیب و تمدن تباہ کر دیا گیا اسکی شمع فروزاں گل کر دی گئی۔ اور انتقامانہ کاروائیاں اس حد تک چاہنچیں کہ ہر قسم کے نشانات اسلامی جن میں مساجد، مکاتب، کتب خانے، ہسپتال وغیرہ شامل تھے۔ فنا کر دئے گئے ایک نہایت عجیب اتفاق سے قصر الحمرا بھی گرا۔ اور آج وہ اسلامی تمدن کی مٹی ہوئی یادگار اسکی غفلت و شوکت کا افسانہ بنا رہی ہے۔ (باقی آئندہ)

تصوف جانِ عاشقِ جانِ تصوف

(سید الاحرار مولانا حسرت موہانی)

مرا ایمان عجب کیا ہے جو ایمان تصوف ہے
تصوف جانِ مذہبِ عاشقِ جانِ تصوف ہے
گناہ اپنا نہیں ثابت خطا کے پھر بھی میں قابل
ادب کا ہے یہی شیوہ یہی جانِ تصوف ہے
ادب ایک دوسرا ہے نام عشقِ روح پرور کا
جو رام عشق ہے وہ زیر فرمانِ تصوف ہے
تعلق ”حسن“ و ”حق“ نہیں بھی ہے ”العشق“ هو اللہ کا
یہی تو اصل وین و رمزِ بہمانِ تصوف ہے

گذر کر راہ بیجا بیچ قدر و جبر سے حسرت
یقین اپنا مقیم شہر عرفان تصوف ہے
(حسرت)

ذکر عالیجناب حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب مقام استقامت عالی بہت شمع عالم توفیق و رکن کعبہ تحقیق اور قبلہ روحانی تھے۔ اسم شریف آپ کا حضرت شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر زبان اور ورع و تقویٰ اور زہد و معرفت میں بیکتا تھے۔ حجاز کے مشائخ عظام سے تھے۔ فراست میں آپ صاحب عمل اور مجاہد بھی دریاخت میں بزرگوار اور انواع علوم میں کامل۔ بالخصوص علم حقائق و معرفت حضرت جنید و ابوسعید خدری و نوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی صحبت یافتہ تھے۔ آپ کو چراغ حرم سے ملقب کیا جاتا ہے۔ آپ تمام عمر مکہ معظمہ ہی میں رہے۔ آپ کی عادت تھی کہ شرمع شام سے آخر رات تک نماز پڑھتے رہتے۔ اور اس میں قرآن شریف ختم کرتے۔ آپ نے بارہ ہزار قرآن مجید طواف میں ختم کئے تھے۔ اور بیس برس تک مکہ معظمہ میں ناودان یعنی پرنائے کے نیچے بیٹھے رہے تھے۔ اس عرصہ میں آپ رات دن صرف ایک وضو کرتے تھے۔ اور یہ بیس برس ہمیشہ ہی میں ہی گزارے۔ ابتدائے حلال میں آپ نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ سفر حجاز کو جاؤں۔ انہوں نے اجازت دیدی چنانچہ آپ روانہ ہو گئے سو مہینے ایک جنگل میں رات کو آپ کو نہانے کی حاجت ہو گئی۔ اور ساتھ ہی خیالی آیا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے عہد دیکھان کر کے نہیں آیا۔ اسی وقت آپ واپس ہو گئے۔

جب گھر کے دروازے کے قریب پہنچے۔ تو ماں کو غمگین و اندوہگین پایا۔ عرض کیا اے اماں جان! یہ کیا ماجہ ہو ہے۔ کیا آپ نے مجھ کو اجازت نہیں دی تھی۔ انہوں نے فرمایا۔ بیٹا میں نے تم کو اجازت تو دی تھی۔ لیکن کیا کروں گھر کو تمہارے بغیر نہیں بیکھ سکتی تھی۔ میں دروازے پر اس نیت سے کھڑی ہو گئی تھی کہ جب تک تم واپس نہ آؤ گے میں نہ اٹھو گی۔۔۔ آخر اللہ آپ ماں کی رضا جوئی کے باعث رہ گئے۔ جب انہوں نے وفات پائی تو آپ کو ماں کی رضا جوئی سے بے فکری حاصل ہو گئی۔ پھر تپ حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے بیابان میں ایک مردہ مرد ویش ہنستا ہوا دیکھا میں نے کہا۔ تو مردہ ہو کر ہنستا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں مرضی مولا ایسی ہی ہے۔

حضرت ابو الحسین فرمیں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں چلا گیا اور تو شے کی توکل کو مد نظر رکھ کر گیا۔ جب میں ایک حوض کے کنارے پہنچا تو میں بیٹھ گیا اور بچنے دل میں خیال کیا کہ ایلو میں خوب ہوں کہ جنگل کو بغیر سواری اور تو شے کے طے کر رہا ہوں۔ اسی حوض کے کنارے کسی نے مجھ کو لٹکلا کر اے حجام لا یتخذن نفسیک بالاباطیل میں نے جو مرد دیکھا تو حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے اسی دم توبہ کی اور خدا سے تعالے کی طرف رجوع کی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اپنے بدن میں کمزوری معلوم ہوئی میں نے کہا چلوں طواف کروں اور دعا کروں میں طواف کعبہ میں مشغول ہوا پھر میں نے بہت عاجزی اور انکساری سے دعا مانگنی شروع کر دی بکا یک مجھ کو قرب الہی حاصل ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میں اصلی سوال کرنا بھول گیا۔ پھر پاتھنہ نے غیب سے کافروں کی کہ جس حال میں ہم نے ٹکوا اپنی دکان میں لے لیا ہے

تو کیوں بھاگے سوا ہم کسی اور چیز کو طلب کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کچھ خیال تھا، کیونکہ جلدی سال تک حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لا فقی لا علی۔ شرط مروت وغیرہ یہ تھی کہ اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر نہ تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے تو بھی خلافت ان کو دیدیتے۔ تاکہ اس قدر خوشنیزی کا بازار گرم نہ ہوتا۔ ان دنوں میں میں صفا اور مروہ کے درمیان رہا کرتا تھا۔ ایک رات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہمراہ اٹھا کر ام رضی اللہ عنہم میرے مکان پر تشریف لائے۔ اور مجھ سے معاف فرمایا۔ پھر آنحضرتؐ نے ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی طرف بڑی بڑی اشارہ کر کے دریافت کیا تو میں جواب دیتا رہا۔ مگر جب حضرت علیؓ کو م اللہ وجہہ کی باری آئی تو میں نے مارے ندامت اور شرم کے ان کے سامنے اپنی آنکھیں نہ کر سکا۔ گرا آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے معاف فرما دیا۔ برادری کی نسبت دی۔ پھر ہم ایک دوسرے سے بغلیک ہو گئے۔ جب سب چلے گئے تو حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ کو بقیس تک چل چنانچہ ہم کو بقیس پر گئے اور کعبہ کو دیکھا جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو کو بقیس پر پایا۔ اور وہ غبار جو میرے دل میں تھا ذرہ بھر نہ رہا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس رہتا تھا۔ جب مجھے اس

کا حال معلوم ہوا تو میں نے کوئی چیز اس کو دی تاکہ اس کی بُرائی میرے دل سے نہ رہے۔ مگر وہ نہ ہئی۔ آخر میں اس کی بے ہمراہ گھر لے گیا۔ اور کہا کہ اسے میرے گھر سے دور رکھو۔ یہ بات میرے دل میں آئی تو مجھ سے ہرگز گزیر نہیں

ہو سکتا۔ اور ناہی میں کرونگا۔ میں نے اصرارِ مبلغ کیا تب اس نے اپنا قدم میرے سر پر رکھا اور رکھے رہا۔ یہاں تک کہ وہ گرائی یعنی بُرائی کا خیال میرے دل سے دُور ہو گیا۔ اور اس کی دوستی نے میرے دل میں جگہ لی میرے پاس دو سو درم حلال کمائی سے جمع شدہ تھے میں اس کے پاس لے گیا۔ اور اس کی جانماز کے گوشہ پر رکھ کر کہا گدا سے اپنے خرچ میں لٹو۔ اس نے غصہ کی نظر سے دیکھ کر کہا کہ میں نے اس وقت کو ستر ہزار درم دیکر خرید لیا۔ تو چلتا ہوں کہ اس تھوڑے سے مال سے مجھ کو قریب دے۔ پھر اٹھا اور جلے ٹانگوں جھٹک دیا اور چل دیا میں نے کبھی اس کی ایسی عزت اور اپنی ذلت نہیں دیکھی جیسی کہ اس وقت کہ میں ان درموں کو سمیٹ رہا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا ایک مرید تھا۔ جب اوس پر حالت نزع طاری ہوئی تو یکایک اس نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ کی طرف دیکھنے لگا۔ ناگاہ ایک اونٹ نے اس کو لات ماری اور اسکی دلوں آنکھیں دھلیوں سے باہر آ پڑیں۔ اسی وقت آپ کو ابہام ہوا کہ اس حالت میں ارادت غیبی سے مکاشفہ حقیقی اس کو ہو رہا تھا اس نے کعبہ کی طرف دیکھا اس کو غیبیہ کی گئی۔ کیونکہ رب البیت کے حضور میں بیت کا نظارہ کرنا روا نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مرد پیر نبی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوا۔ وہ بڑے فخر و ناز اور ٹیپ ٹاپ سے چادر کندھے پر ڈالے ہوئے حضرت کتانی کے سامنے آکر گھٹنے لگا کر اسے شیخ! آپ وہاں کیوں نہیں چلتے جہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ اور سب لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور احادیث نبی صحت سے پہنچے تاکہ آپ بھی سنیں کہ ایک بزرگ پیر ہیں۔ اور معتبر احادیث بیان فرماتے ہیں۔ حضرت ابو بکر کتانی جیسے یہ سن کر ہلکا کر رہے۔ اسے شیخ کو بہت شخصوں سے وہ روایت کر رہے ہیں۔ اس

پیر مرد نے کہا عبد الرحمن ثاور محمد اور زہری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے
اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اے شیخ! آپ دراز اسناد لا
کچھ وہاں اسناد کے احادیث فرماتے ہیں۔ ہم یہاں بے اسناد کے بیٹھے
سنتے ہیں۔ پیر مرد نے کہا آپ کس سے سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

حد ثنی قلبی عن ربی۔ یعنی میرا دل میرے رب سے بیان کرتا ہے
پیر مرد نے کہا کہ آپ اس پر کیا دلیلیں کہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ دلیل ہے
کہ آپ خضر علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر اس پیر مرد نے فرمایا کہ میں اس وقت
ٹک خیال کرتا تھا کہ خداوند تعالیٰ کا کوئی ولی نہیں ہے۔ جس کو میں پہچانتا
ہوں۔ لیکن آج عقدہ کھل گیا کہ خداوند تعالیٰ کے بہت دوست ایسے ہیں
جو مجھ کو پہچانتے ہیں۔ اور میں ان کو نہیں پہچانتا۔

ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک چالاک گرہ کڑ آیا آپ کی
چادر لیکر چلے ہوا۔ اور بازار میں جا کر فروخت کرنے لگا۔ فی الفور اس کے
دونوں ہاتھ خشک ہو گئے۔ واپس آیا۔ آپ ابھی نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے
چادر آپ کے کندھوں پر رکھ دی اور خاموش بیٹھ گیا جن لوگوں نے یہ دیکھا
تھا انہوں نے کیفیت پوچھی اس نے بیان کی پھر انہوں نے کہا کہ اب یہی
مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو محذرت کر کے دعا کی درخواست کرے جب
آپ نماز سے فارغ ہوئے وہ رو کر ذکر کرنے لگا کہ مجھ پر رحم فرمائیے۔ آپ
نے فرمایا اے بھائی بھائی یہ اس نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے منکر فرمایا
کہ خداوند تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ نہ مجھ کو تمہارے لیجانے کی خبر
ہو نہ ہونے کی خبر پھر آپ نے دعا فرمائی کہ ایسی نئی چیز کو واپس لایا اب
آپ بھی وہ ۱۰۰ کو وہ چیز کہ آپ نے اس سے لے لی ہے۔ غلط فرمائیے
اسی دم اس کے ہاتھ پاؤں اچھے ہو گئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان صاحب جمال کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا میں تقویٰ ہوں میں نے کہا تم کہاں رہتے ہو اس نے کہا انگلیوں اور مسکینوں کے دلی میں ہی دقت... میں نے ایک بد صورت عورت دیکھی پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا معیشت یعنی خندہ ہوں میں نے کہا تم کہاں رہتی ہو۔ کیا اہل نشاط کے دل میں۔ جب میں پیدا ہوا۔ تو میں نے عہد کیا کہ کبھی نہ ہنسوں گا۔ مگر اس وقت کہ خندہ غالب ہو۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک رات اکیاون ہجری میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند مسائل پوچھے۔ اور ایک اور رات کو بھی میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ یہی نے پوچھا کہ کیا عمل کروں کہ میرے دل سے مولا کریم ہواؤ ہو جس کو مار دیوے۔

آپ نے ارشاد کیا۔ کہ ہر روز چالیس بار یا حی یا قیوم
 يَا اِلَهَ الْاِلَٰهَاتِ اسْئَلْ اَنْ مِجِیْ قَلْبِیْ بِنورِ معرفتک ابدًا
 پڑھا کرو

آپ نے فرمایا کہ ایک روز ایک درویش میرے پاس آکر رونے لگا اور کہا کہ میں دس روپے ناقہ میں ہوں۔ اور کچھ نہیں کھایا ہے اسی اثنا میں میرے منہ سے بعض یاروں کے سامنے بھی بھوک کی شکایت نکل گئی۔ میں جو نہی بازار میں گذرا میں نے ایک درم پڑا دیکھا اس کو اٹھالیا۔ جس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ خدا تیری بھوک سے واقف نہیں ہے۔ کہ تو لوگوں سے شکایت کرتا پھرتا ہے۔

اقوال

فرمایا بعد از مرگ قیامت کے دن سوائے خدا کے تیرا کوئی نہیں ہوگا اسی طرح تو آج کے روز بھی اپنی زندگی میں اس کا ہو رہا ہے۔

فرمایا۔ مخلوق سے انس و الفت رکھنا باعث عذاب ہے۔ اور اہل دنیا کی نزدیکی معصیت اور ان کی طرف میل کرنا اور جھکنا باعث ذلت و خواری ہے۔

فرمایا وہ چیز کہ جس میں کوئی خواہ کوئی نہ ہو خواہ مدنی ہو۔ خواہ شامی ہو اور خواہ عراقی ہو تیرے خلاف نہیں ہے۔ دنیا میں وہ زندہ ہے۔ اور سخاوت نفس اور نصیحت مردمان۔

فرمایا۔ زاہد مرد وہ ہے کہ اگر وہ کچھ بھی نہ پائے تو بھی شاد خرم رہے اور جدوجہد کو موت کے دم تک لازم جانے اور دنیوی تکالیف و مصائب پر صبر کرے۔ اور عمر بھر راضی بر رضائے مولا رہے۔

فرمایا۔ تصوف سراسر خلق ہے۔ جس میں خلق زیادہ ہے انہیں تصوف زیادہ ہوگا۔

فرمایا۔ صوفی ظاہر میں مقید و گرفتار بندے ہیں۔ اور باطن میں مجرّد و آزاد۔

فرمایا۔ فراست بیدار ہونا یقین کل ہے۔ اور دیدار غیب دان الہی ایمان کا ہے۔

فرمایا محبت محبوب کے واسطے ایثار ہے۔

فرمایا۔ تصوف صفوت و شاہدات ہے۔

فرمایا۔ صوفی وہ ہے جس کی عبادت اس کے نزدیک جنت

وگناہ ہے۔ جس سے استغفار لازم آئے۔

فرمایا۔ استغفار ایک توبہ ہے۔ اور توبہ ایک اسم ہے۔ جو چھ معنی کا جامع ہے۔

اول۔ گذشتہ گناہوں پر شرمندہ ہونا۔ دوم۔ پھر گناہ نہ کرنے پر پختہ نیت دیکرنا۔ سوم۔ خدا کے فرمودے کو جو اس نے ضائع کیا ہو۔ اس کا ادا کرنا۔ چہارم۔ مخلوق کے جو حقوق برباد کئے ہیں اس کا ادا کرنا۔ پنجم۔ گوشت اور چربی کے حرام نوالہ اسے جس کے جسم پر پڑھتی ہے۔ اس کا گھلانا اور دور کرنا۔ ششم۔ جسم کو عورت سے دکھ دینا۔ بطرح کہ معصیت سے ڈانٹ پالیا۔

فرمایا۔ اول وجہ خلوہ یعنی شیریں اور میاں اس کا مرہ یعنی تلخ اور آخر اس کا سقم یعنی بیماری۔

فرمایا۔ توکل دراصل متابعت علم ہے۔ اور حقیقت میں کامل ہونا یقین کا ہے۔

فرمایا۔ عبادت کے بہتر باب ہیں۔ ان میں سے اکثر باب صرف حیا کے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔

فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کی عبادت سے خداوند تعالیٰ کا جاننا افضل و بزرگ تر ہے۔

فرمایا۔ بھوکے کی غذا خدا کے ذکر کا لقمہ ہے۔ یقین کے منہ میں اگر توحید کی حالت میں اس لقمہ کو رضاء کے دسترخوان سے اٹھایا ہو۔ یا حق تعالیٰ کی کرامت پر نیک کماٹی کرنا۔

فرمایا۔ حق تعالیٰ ہرگز بندوں کی زبان دعا کے لئے کشادہ نہیں کرتا۔

فرمایا۔ جو کوئی قناعت کے مقابلہ میں حرص کو ترک کرتا ہے عزت و مروت پر فوٹ حاصل کرتا ہے۔

فرمایا۔ جب محتاجی خدا کے ساتھ دوست ہو جاتی ہے۔ اس کی عنایت بھی درست ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں کا کمال ایک دوسرے پر موقوف ہے۔

فرمایا۔ غفلت سے آگاہی کے وقت کا درد اور خط نفسانی سے بے قطع اور علیحدگی و بریدگی کے خوف سے لرزنا جن واس کی عبادت سے فاضل تر ہے۔

فرمایا۔ بندگی کا لباس اعمال ہے۔ جس کو کہ خدا تعالیٰ نے قسمت تقسیم کے وقت میں اپنی رحمت سے دور کیا آج کے اور عمل کو ترک کرتا ہے۔ اور جس کو نزدیک کیا اعمال پر اقدام کرتا ہے۔ اور مثل اپنے پیشے یعنی ضروری کام کے سمجھتا ہے۔ جس کے لئے بغیر اسے چین نہیں آتا ہے۔

فرمایا۔ مرید کے لئے تین چیزیں خوب ہیں۔ اول اس کا خواب غلبہ کی وقت ہو۔ دوسرے اس کا کھانا فلقے میں یعنی زیادہ بھوک کی وقت ہو۔ تیسرے اس کا کہنا اور پوچھنا ضرورت کی وقت ہو۔ یعنی جب اس کے نہ کہنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا۔ تن سے دنیا میں رہ اور دل سے آخرت میں۔
فرمایا۔ ہم نے دین کی بنیاد تین چیزوں پر کی ہے۔ اول حق پر دوم عدل پر۔ سوم صدق پر۔ حق اعضاؤں پر ہے۔ عدل دل پر اور صدق عقل پر ہے۔ یعنی حق سوائے ظاہر کے نہیں رکھ سکتے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نحن نحمک بالظاہر

یعنی ہم ظاہر احکم کرتے ہیں۔ ابلیس اور ادیس دونوں باطن میں عالم تھے جب تک ظاہر نہ ہوئے معلوم نہ ہوا۔ کہ ابلیس باطل پر ہے اور حضرت ادیس حق پر ہیں۔ اور عدل دل پر ہے۔ کیونکہ دوسرا ایک کے موافق... قسمت کر سکتا ہے۔ اور صدق عقل سے علاقہ رکھتی ہے۔ اس لئے کہ قیامت کے دن صدق کا سوال عاقلوں ہی سے ہوگا۔

فرمایا۔ خدا کی ایک ایسی ہوا ہے۔ جس کو باد صبح کہتے ہیں جس کا خزانہ عرش کے نیچے ہے۔ یہ ہوا سحری کی وقت چلتی ہے۔ ہزار سی و نالہ اور استغفار کو سمیٹ کر حق تعالیٰ کے حضور تک پہنچاتی ہے۔ فرمایا۔ استغفار کے محل میں شکر کرنا گناہ ہے۔ اور شکر کے محل میں استغفار۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا لوگوں نے پوچھا کہ عالم زندگی میں آپ کا کیا عمل تھا۔ کہ آپ اس درجہ کو پہنچے۔ فرمایا اگر میں قریب الہم کہ نہ ہوتا تو نہ کہتا۔ فرمایا۔ میں نے چالیس برس تک اپنے دل کی درباری کی اور خدا کے سوا ہر چیز کو اس سے دور کیا یہاں تک کہ میرا دل خدا تعالیٰ کے سوا سب کو بھول گیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ آپ کی روح پر ہو۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

(از انوار الازکیا)

چالیس سوالات اور ان کے جوابات

انحضرت قبلہ عالم سجادہ نشین صاحب سیال شریف مدظلہ العالی

بلسلمہ اشاعت گذشتہ

سوال نمبر ۱۱۔ تہذیب نفس کیونکر حاصل ہو ؟

جواب نمبر ۱۱ - فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْا اللَّهَ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي
(مسلمانوں) تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور تم میری آیتوں کو

تسنا کر قلیل سے و من لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ
بھٹانے والے رسول اور جو نہ حکم سے اس کے موافق چلنے لگا تو وہی لوگ کافر ہیں۔

سورة المائدہ - آیت ۷۴
وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنْزَلَ إِلَيْنَا مَرْحُومًا فَأَتَيْنَاكُم
اور چل اس کی راہ پر جو میری طرف سے تم کو لوٹ کر آنا ہے۔ پس میں تم کو
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ سورة لقمان آیت ۱۵
بناؤں گا۔ جو تم ہی کرتے تھے

وَمَنْ يَسْلَمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
(باقی آئندہ)

اعتذار

یہاں تک کامی لکھ جا چکی تھی کہ فیض رسول کا تب بعضہ وجود ہے
علم کو دیا گیا۔ تب یہ تنظیم کیا جا رہی ہے۔ لہذا بعضہ ناظرین کی
خدمت میں بجائے ۲۴ صفحہ صرف ۱۵۰ صفحہ رسالہ ارسال ہے۔
یہ کمی آئندہ رسالہ میں از خود لکھ کر دی جائیگی۔ ماہ ستمبر کا رسالہ ہم سے
بجائے ۲۴ صفحہ ۲۰ شائع ہوگا۔

نیاز مند منیر محمد سائیں صاحبہ مدظلہ العالی

ضروری درخواست

تمام خریداران خط و کتابت کے لیے نمبر داری کا حوالہ ضروری کریں۔
حوالہ: ۱۰۰/۱۰۰ یا جوابی فارم آنا چاہئے۔ (میں نمبر)

ضرر خلاصہ اخبار

ہندی حجاج بعد فراغت حج سے واپس آچکے ہیں۔ راستہ کے پیر امن ہوئے
 اور ابن سعود کے حسن انتظام کے سبب مداح ہیں۔ مگر ابن سعود
 کی شرارتوں کا راز بھی طشت از بام ہو چکا ہے۔ طائف شریف
 میں نجدی افواج کے مظالم۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے قحبہ کا الہدام۔ بلد الامین میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ و دیگر صحابہ کبار
 کے مزارات کی بدحشرتی۔ اور مزارات دیگر قدس قداست قتلہ مولانا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قبور گرٹے جانے کی کافی تصدیق ہو چکی ہے جسٹر
 قمر احمد نمائندہ ملک مرکزہ خلفت بھی نے بھی ان باتوں کی تصدیق کی
 ہے۔ مولانا شوکت علیؒ نے امیر فقہ کو بذریعہ تار سبقتی ان امور کی تصدیق
 کی ہدایت کی ہے۔ ابن سعود نے وعدہ کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں
 ان واقعات کا اعادہ ہوگا۔ اور قبور کی دوبارہ مرمت و تعمیر کا فیصلہ
 مؤتمر عالم اسلامی پر جمبھوٹے کا قرار دیا گیا ہے۔ عالم اسلام
 اس وقت سخت نازک لمحوں سے گزر رہی ہے۔ فقیر صادق صلعم
 کے فرمان کے مطابق یہ فتن و حوادث کا زمانہ ہے جس کے تسلیں قصود
 کا ارشاد ہے کہ آدمی شام کو اسلام کی حالت میں ہوگا اور صبح کو کفر کی حالت میں
 کوں راسخ العقیدہ جسے حل میں ان واقعات کے سننے کے بعد نہیں
 کے خلاف نفرت علم و غصہ کے جذبات پیدا ہو گئے۔ مگر واقعات پر
 شہسبزی منورہ نے صحیح راہ عمل اختیار کرنا مسازوں میں مفقود ہے۔

جوش میں کوئی ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے جو مقامِ عالیہ اسلام کے خلاف
 ہو۔ ہم ابن سعود اور شریف حسین اور انکی ذریعات میں سے کسی کے
 طرفدار نہیں۔ کسی معاملہ کو تحقیقوں ذریعہ دیکھنا نہایت ناخوشگوار ہے۔
 اگرچہ ابن سعود افعال قابلِ ملامت ہیں۔ مگر خدا شریف کی حرکات
 اس سے زیادہ قابلِ لعنت ہیں۔ شریف اور اسکے بیٹوں کا نامہ احوال
 اس قدر سیاہ ہو چکا ہے کہ کوئی عقل سلیم دیکھ کر دلائل اسکی ضروری مطعونیت
 سے انکار نہیں کر سکتا۔ ابن سعود کی مخالفت کے جوش میں کئی افراد
 شریف کی بدکاریوں پر سب سے پہلے دلائل کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر حق
 چھپانے سے چھپ نہیں سکتا۔ ابن سعود اگر وہابی ہے تو حسین کے خیر کی مذہب
 ہو میں شک نہیں شریف نے خلیفۃ المسلمین سے بغاوت کر کے
 حرم مکہ پر فوجیں بھیجی۔ کتبہ اللہ پر گولہ باری۔ وہ خلع نبوی پر موٹی چاروں
 سے ہم باری جائیز رکھو۔ نیز آج محمدی مظالم میراثات کی بے حرشی
 کا بھی واحد ذمہ دار شریف حسین اور اسکے بیٹے ہیں۔ ترکہ کا ربریت
 اور حکومت میں محمدیوں کو عربین کی طرف رخ کرنے کی جرات نہ ہو سکتی
 تھی۔ حکومت و خلافت اسلامیہ کا شیرازہ بکھرنے کا نتیجہ آج دنیا دیکھ
 رہی ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو ابن سعود کی ناجائز
 حیثیت کا ذمہ لے چکے ہیں۔ ہم اگرچہ جزائے مختلف کے جلسہ لاہور کے
 فیصلوں کو نظر استیسا نہیں دیکھتے مگر اخبار زمیندار کی موجودہ روش
 نہایت تباہ کن ہے۔ محمدیوں کی بے جا حمایت۔ قبولِ کولات و حقوق
 کے استعمالات کے قائم رکھنا۔ میراثات کی مرث کے کام کو عود الی الجاہلیۃ
 لانا دیکھنا۔ غرض ایسی قصوروت سنت و لا زار اور ملکیت نہ میں کئی
 قصوں کے پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہیں۔ ہم ان شاء اللہ آئندہ
 اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات بدینہ ناظرین کر سکتے۔

بقلم احقر طبعہ لاہور
 ایچ بی

مخطوط
کتاب
ت
ت
ب
ت
رو

PRINTED BY
SH. ABDUL MOIZ WAHIDI
AT
THE AKHTAR PRINTING PRESS
SARGODHA